بلوچی رزمیہ شاعری، بلوچستان اور بلوچ قوم

ڈاکٹر عبدالخالق بلوچ
شعبہ اردو جامعہ بلوچستان کوئٹہ

بلوچی کی رزمیہ شاعری جو پانچ صدیاں اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہے۔ بلوچستان اور بلوچوں کی قومی تاریخ کی حیثیت رکھتی ہے اسے ہم زبان، طرز ادا اور دوسری شاعرانہ خصوصیات کو مد نظر رکھ کر تین ادوار میں تقسیم کرتے ہیں:

(۱) پہلا دور: اسے ہم متقدمین کا دور کہیں گے۔ یہ دور میر چاکر رند اور میر گوہرام لاشاری کے زمانے پندرھویں صدی کے اواخر سے شروع ہو کر پنجاب اور سندھ کی طرف ان کی نقل مکانی سولھویں صدی کے نصف اول پر ختم ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا دور: یہ متوسطین کا دور ہے جو میر چاکر رند اور میر گوہرام لاشاری کی بلوچستان سے نقل مکانی ۱۵۵۰ء کے بعد سے شروع ہو کر بلوچستان کی سرحدات پر انگریزوں کی آمد ۱۸۳۰ء کے زمانہ پر ختم ہوتا ہے۔

(۳) تیسرا دور: متاخرین کا دور ہے۔ جو بلوچستان میں انگریزوں کی آمد ۱۸۳۰ء سے ۱۹۲۰ء تک پھیلا ہوا ہے۔ میر صاحب نے میر چاکر اور منیر گوہرام کے نقل مکانی کا دور ۱۵۵۰ء بتایا ہے۔ نقل مکانی تیس سالہ لڑائیوں میں سے آخری لڑائی جس میں ذوالنون بیگ نے رندوں کی مدد کی تھی کے بعد ہی ہوا۔ تیس سال لڑائیاں ہوتی رہیں۔ گویا ۱۵۱۹ یا ۱۵۲۰ کے لگ بھگ آغاز ہوا۔ پھر ان سے متعلق نظمیں پندرھویں صدی کے اواخر میں کیوں کر کہی گئی ہوں گی۔ اس ضمن میں لانگ ورتھ ڈیمز کا خیال درست معلوم ہوتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ:

"شاہ بیگ ارغون ولد ذُالنون بیگ، درہ بولان سے ہوتا ہوا، سندھ پر قابض ۱۵۱۱ء

---

(۱) بلوچی رزمیہ شاعری (میر گل نصیر) ص ۳۱-۳۲

میں ہوا تھا۔ اس لئے قرین قیاس ہے کہ چاکر نے اسی زمانے میں سبی چھوڑ کر ملتان کا سفر کیا۔ یہ زمانہ رند اور لاشار قبائل کے تیس سالہ خانہ جنگی کے اختتام کا ہے، چنانچہ ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ رندوں اور لاشاریوں کی لڑائیوں سے متعلق بیلڈوں کا تعلق سولھویں صدی کی ابتدائی دہائی سے ہے۔ رندوں (پڑ رندوں) اور دودائیوں کی لڑائی سے متعلق بیلڈ کا تعلق اس سے اگلی دہائی سے ہے۔ شاہداد کی دہلی کی مہم (ہمایوں اور سکندر سوری کی جنگ میں شرکت) ۱۵۵۵ء سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر میر چاکر اس وقت زندہ رہا ہوگا تو انتہائی ضعیف العمر (سو برس سے زیادہ) ہوگا۔" (۱)

میر چاکر اور میر گوہرام کے دور کی لڑائیوں سے متعلق رزمیہ نظمیں جو دستیاب ہوئی ہیں ان کی بنیاد لانگ ورتھ ڈیمز کی کتاب "پاپولر پوئٹری" ہے جس میں اس نے "گوہر کی اونٹنیوں کی ہلاکت اور چاکر کا انتقام" کے عنوان سے دو بیلڈ، "رندوں اور لاشاریوں کی جنگ" کے عنوان سے دو بیلڈ "بلوچوں کی اصل اور جنگ کا آغاز" کے زیر عنوان ایک بیلڈ دیا ہے۔ اس بیلڈ کے شاعر کا نام حبیب کلاتی بیلڈ کے شروع ہی میں ملتا ہے۔ چار بیلڈوں کے شعراء کے نام معلوم نہیں ہوسکے۔ چاکر اور گوہرام کی نوک جھونک سے تعلق رکھنے، چھ بیلڈ ہیں۔ جن میں سے پہلے دو، ایک ہی نظم کے دو Versions ہے۔ ان کے شاعر میر چاکر اور میر گوہرام بتائے جاتے ہیں۔ لیکن قرین قیاس یہ ہے کہ انہوں نے جنگی شاعروں سے جو کچھ لکھوانا چاہا انہوں نے منظوم کردیا۔ کیوں کہ چاکر اور گواہرام کے شاعر ہونے کے شواہد ناپید ہیں۔

"چاکر اور جاڑو" "نوذ بندغ کا گیت" "دلملک کا گیت" کے زیر عنوان جو بیلڈ ہیں انہیں رزمیہ کے ذیل میں لانا تکلف ہی ہے۔ "چاکر اور ہیبت کی زیر عنوان جو نظم ہے، اسے البتہ رزمیہ شاعری کے زمرے میں لایا جاسکتا ہے۔"

میر صاحب نے متقدمین کے دوسرے دور میں سہراب دودائی اور اس کے ہم

---

(۱) پاپولر پوئٹری (لانگ ورتھ ڈیمز) ص xxxviii

عصروں کی باہمی چپقلش سے متعلق رزمیہ نظموں کا مجموعی جائزہ پیش کیا ہے۔ یہ نظمیں بھی کچھ زیادہ نہیں ہیں۔ بجار ولد پیروز شاہ (پرژند) اور سہراب دودائی کی لڑائی سے متعلق آٹھ نظمیں دستیاب ہیں، جو "پاپولر پوئٹری" (ڈیمز) میں مندرج ہیں۔ ان نظموں کو بجار ولد پیروز، بابر ولد سہراب، جونگو غلامو حیرو مندوست، حاجی خان ولد غازی خان سے منسوب کیا جاتا ہے۔ یہ مختصر نظمیں "پسوگوئی" کا نتیجہ ہیں۔ انہیں "پسوی شیئر" یا جوابی نظمیں کہنا چاہیئے۔

متقدمین کے تیسرے دور میں بالاچ گورگیج کی (یا اس سے منسوب) نظموں پر تبصرہ کیا گیا ہے، لانگ ورتھ ڈیمز نے بالاچ کے بھائی دودا گوریگ سے متعلق ایک نظم اور بالاچ کی دو نظمیں دی ہیں یہ دو نظمیں، میر شیر محمد خان مری کی پیشکردہ بالاچ کی چھ نظموں میں شامل ہیں۔ میر شیر محمد خان مری نے اپنی کتاب "بلوچی کنہیں شاعری" میں بالاچ کی جو چھ نظمیں دی ہیں، ان کی زبان مشرقی بلوچی ہے، جس پر سندھی اور سرائیکی اثرات بھی ہیں۔ یہ نظمیں جن انتقامی لڑائیوں سے متعلق ہیں، میر شیر محمد خان مری نے ان کا زمانہ ۱۷۱۲ اور ۱۷۳۸ء کے درمیان بتایا ہے۔

اور ان نظموں کو یہ عنوان دیئے ہیں: ۱۔ ہاھوٹ ۲۔ حدان چون ، کنت؟ ۳۔ گون بداں ۴۔ بشارت ۵۔ قولانی بلاہ ۶۔ بیدرژ۔ پہلی نظم میں سمی کے ہاہوٹ بننے اور دودا گورگیج کے قتل کے جو واقعات بیان ہوئے ہیں، وہ اس وقت کے ہیں جب بالاچ کمسن تھا۔ یا تو یہ نظم کسی گم نام شاعر کی ہے یا بالاچ نے بڑے ہو کر سنے ہوئے واقعات کو نظم کیا ہوگا۔

میر حمل جیئند کے میر گل خاں نصیر نے متوسطین کے دور میں رکھا ہے۔ زمانی اعتبار سے اس کا تعلق متقدمین کے دور سے ہونا چاہئیے۔ حمل سے متعلق دو نظمیں ملتی ہیں، ایک شیر سے لڑائی کے بارے میں، دوسری پرتگیزیوں سے لڑائی کے متعلق۔ پہلی کے متعلق میر شیر محمد مری کی یہ رائے ہے کہ وہ حمل رند کی ہے، جو حمل ہوت سے

الگ شخصیت تھا۔ دوسری نظم حمل کی بہن سے منسوب کی جاتی ہے۔ اگر بالاچ اور حمل سے منسوب یا متعلق نظموں کو بھی دور متقدمین میں رکھ لیا جائے تو کل اٹھائیس نظمیں ہوتی ہیں۔

میر گل خان نصیر متقدمین کی رزمیہ شاعری کی ایک ما بہ الامتیاز، خصوصیت فخریہ اشعار یا کسی سے خطاب سے آغاز کو قرار دیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

"دور متقدمین کے شعراء اپنی رزمیہ نظموں کی ابتداء حمد باری تعالی، نعت رسول ﷺ، مدح چاریار اور تذکرہ پیر و اولیاء سے (جیسا کہ بعد میں رواج پڑ گیا) نہیں کیا کرتے تھے، بلکہ عموماً وہ فخریہ اشعار سے اپنی نظم کی ابتداء کرتے یا پھر کسی شخص یا شئے سے مخاطب ہو کر نظم کہتے ہیں۔" (۱)

میر صاحب کی اس رائے سے اتفاق نہیں کیا جاسکتا۔ مندرجہ بالا نظموں میں سے ایک، جس کا عنوان ڈیمز نے "چاکر شیہڑ" دیا ہے۔ آغاز اس طرح ہوتا ہے:

ھوتی بیر منی شاہی ایں
من ہالاذ کلات زید ھانی

یعنی (ایک بہادر کا انتقام مجھے عزیز ہے۔ جو وہ عظیم قلعے پر حملے کرنے والے سے لیتا ہے۔ اس کے بعد مکران اور پنجگور سے آمد کا ذکر ہے۔ پھر میر ہافر رامین اور گوہرام کے مہیری (گوہر) خیمے تک پہنچنے اور گوہرام کے رشتے کے پیغام اور گوہر کے جواب اور میر چاکر کی پناہ میں جانے کا بیان ہے۔ دوسری نظم کا آغاز یوں ہوتا ہے:

چاکر پہ شکارء رپتہ
(چاکر شکار کے لئے گیا)

تیسری نظم یوں شروع ہوتی ہے:

ویلاہدھاہیں جوناا تھء نت
(پرانے دن اچھے تھے)

---

(۱) بلوچی رزمیہ شاعری (میر گل خان نصیر) ص ۳۶

اگلی نظم کی ابتداء یوں ہوتی ہے! "رند احوال لوٹاہتہ" رندوں کا حال پوچھا (جاکر نے)

حبیب کلاتی کی نظم کا آغاز یوں ہے:

یاد خانیں نام الٰہی
من اول سرنا وگان
حیدر پشت و پناہ یں
حضرت یں آخر زمان

یعنی اللہ کا نام یاد کروں۔ ستارہ سحری کے نمودار ہوتے ہی۔ حیدر میری پشت پناہ اور پیغمبر آخر الزماں ﷺ بھی۔

نوک جھونک سے متعلق دو نظمیں جو دراصل دو (Versions) ہیں جو گوہرام سے منسوب ہیں۔ اس طرح شروع ہوتی ہیں:

ماںکابل بن براسنگین ڈاہیؔ ء
گوچر پٹی ملاکات آں
اور وسپاں جوانان ملک بلوچان ء
سوزئنت ملہ دوی سیاہ جو

(مجھے بلوچوں کی اچھی سرزمین پر سونے دو۔ درہ ملہ کے دھانے کے چشمے سبز ہیں)

جاکر سے منسوب جوابی نظم کی ابتداء اس طرح ہوئی ہے:

زیان اہو گواہرام گو ہمیں باذھا
گو بلوچی اسبید ہگیں گردء

(گوہرام تواپنی دشمنی سے زخمی ہوتا وہ، بلوچوں میں گرد اڑا کر)

گوہرام سے منسوب ایک "پسوی شیئر" کا آغاز اس طرح ہوا ہے:

اومنی شاہی ہمد لیں براتاں
بیائنت او راجانی گہیں مرداں

(اے میرے شاہ مزاج ہمدم بھائیو آؤ راجاؤں جیسے جوانمردو!)

جاکر سے منسوب "پسوی شیئر" کی ابتداء اس طرح ہوتی ہے:

او کینت نوش کن تیرگ ء داناں
بزکن وتی پیلی گردن راناں

اس نظم کے آخر میں یہ کہا گیا ہے کہ اس کے بعد مغل نوجوانوں کو خوشی ملے گی۔

غالباً یہ مختصر نظم رندوں کے شکست فاش کے بعد، ہرات یا قندھار سے مدد ملنے کی امید یا مدد ملنے پر کہی گئی ہوگی۔ لڑائی پر روانہ ہونے سے قبل نہیں۔ جیسا کہ میر گل خاں نے بیان کیا ہے۔ سیوی چھوڑتے وقت بیلڈیوں شروع ہوتا ہے:

بلان سرلاواشین سیوی
گوریع بدانی مرکھاوی

(آدم خور سیوی چھوڑ دوں گا۔ کافر دشمنوں پر لعنت ہو)

اس نظم کے آخر دو مصرعے ہیں:

گوہرام از دو دے بندے بی
نیں گور بتی نیں گنداواہ

محولہ بالا پہلی نظم بعنوان "جاکر ء شیئر" کا اختتام بھی اس طرح ہوا ہے:

گوہرام دو جاہ روزی مابا
نیں گرور بتی نیں گنداواہ

"جاکر اور ہیبت" نظم کا آغاز یوں ہے:

ہیبت ببرک رند دیما یا قول کرتے

(ببرک کے بیٹے ہیبت نے رندوں کے سامنے یہ قول دیا)

پڑ رندوں اور دو دائیوں کی لڑائی سے متعلق جو آٹھ "پسوی شیئر" ملتے ہیں ان سے

صرف تین کے آغاز پر میر گل خاں نصیر کی رائے کا اطلاع ہوتا ہے۔

بابر سھراب کی ایک نظم یوں شروع ہوتی ہے:

پھروا سیرکہ چیئے گون داتہ
آمزن پیئیں تیگھی ماں آئنت؟
تیرش مں آلائیں کش ء گواہ بنت
گونڈلان ماری کھنڈ کننت جان ء

یعنی آج میرے کان بج رہے ہیں، کیا چیز میرے سر سے ٹکرائی، کیا اسے چوڑے زخم لگانے والی تلواریں یاد آرہی ہیں یا پہلوؤں میں کھبنے والے وہ تیر یاد آتے ہیں، جن کی نوکیں سانپ کی طرح جسم کو کاٹتی ہیں۔

جونگو غلامو کی نظم کی ابتدا میں بادلوں سے خطاب ہے:

جی زرء مھور بستگیں نوداں
گھوشش پہ تیلا ٹکاں برنت برزء
گوں دیاں، حونیاں رسالتاں

(سمندر سے اٹھ کر جال کی طرح پھیلنے والے بادلو جنھیں سمندری ہوائیں اوپر لے جاتی ہیں میرے اشعار سنو۔ میں اپنے خونی دشمنوں کو پیغام بھیج رہا ہوں)

میرو مند دوست "تلوار کی تعریف سے نظم کی ابتداء کرتا ہے:

تیگھ دار جل ء پنیتں ء
مندوست ء لڑء سبزین ء
ونتی کھدناں زبرین ء
زر دیریں رہ ء مں ونت
جکھت ء بندی یہ پھنی ء
گوء گون وہ ء پھریزیت

(تیغ اور بجلی کی طرح کوندنے والی، مندوست کی سبز تلوار کی کیا بات ہے، وہ جسم پر گہرے زخم لگاتی ہے۔ آج وہ پھر اس کی دھار کو نیلے تھوتھے سے رنگ دے رہا ہے۔ لڑائی پر جانے کے لیے)

بالاچ گورگیج کی نظم کا آغاز اس طرح ضرور ہوا ہے:

کوہ انت بلوچان ء کلات
انبارش بی راہیں گرئنت
بر زیں ھشی اش ساگنت
آپش بہوکیں چمگئنت

میر صاحب آغاز کے چودہ مصرعوں میں بلوچ قومیت پر فخر کے جذبات کی عکاسی بتاتے ہیں، حالانکہ اس میں بلوچوں کی فطرت سے قربت بیان کی گئی ہے۔ فخریہ انداز دور دور تک نہیں ہے۔

اس مختصر سے تبصرے سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ متقدمین کی رزمیہ نظموں کی ابتداء عموماً فخریہ اشعار یا کسی سے خطاب سے نہیں ہوتی۔ صرف تین چار نظموں ہی پر اس رائے کا اطلاق ہوسکتا ہے۔ حبیب کلاتی کی نظم کی ابتداء تو اجمالی حمد، نعت اور منقبت سے ہوئی ہے۔ اس نظم میں بمبور سے بلوچوں کو نکلنے، رندوں کے سبی اور ڈھاڈر پر قبضے، گوہر کی ان کے باہوٹ بننے، لاشاری نوجوانوں کے اونٹنیوں کے بچوں کو ہلاک کرنے، چاکر اور گوہرام کی لڑائیوں سے آغاز اور تیس سال جاری رہنے کا ذکر ہے اور چاکر کے ست گڑھ جانے کا اشارہ اور یہ دعا کہ خدا انہیں تلوار اٹھانے اور رند اور لاشاری بہادروں کو انتقام سے باز رکھے۔ نظم واقعات کے بہت بعد کی ہے۔ تاہم متقدمین کے دور کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ڈیمز کا دیا ہوا پہلا بیلڈ جو نسب نامے سے تعلق رکھتا ہے۔ یوں شروع ہوتا ہے:

شکر الحمدء گزاراں بادشاہ ملک ء وث ایں

ہئرث ء کھوشتی مں ملک ء کل جہاں خاک و گل ایں

(شکر ہے خدا تعالیٰ کا جو خود ملک کا بادشاہ ہے۔ ایک ہی ہے اور قائم رہے گا۔ آخر تمام جہاں خاک اور مٹی ہو جائے گا)

اس تبصرے سے واضح ہے کہ میر خان نصیر نے قدیم بلوچی رزمیہ نظموں کے آغاز سے متعلق جس رائے کا اظہار کیا ہے وہ درست نہیں۔ افتتاحیہ اشعار کی مختلف صورتیں ہوا کرتی تھیں۔ حمد و نعت سے بھی ابتداء ہوتی تھی، کسی سے خطاب سے بھی، کبھی کبھار فخریہ انداز بھی ہوتا تھا اور کبھی براہ راست بیان واقعہ۔ گویا ان نظموں کے آغاز کی کوئی معینہ اور مروجہ صورت نہیں تھی۔

"بلوچی رزمیہ شاعری" میں "افتتاحیہ اشعار" کے زیر عنوان یہ کہا گیا ہے کہ:

"متقدمین کے دور میں بلوچی سادہ اور سلیس تھی۔ شاعر کا کلام سن کر ایسا لگتا تھا جیسا کہ اس کی زبان سے بے ساختہ الفاظ کا چشمہ پھوٹ رہا ہو یا جیسا کہ پردہ سیمیں پر کوئی چلتی پھرتی اور بولتی تصویر دیکھی جاری ہو۔" (۱)

آگے چل کر، زبان و بیان کے عنوان کے تحت یہ کہا گیا ہے کہ:

"زبان کی سلاست، روانی اور اظہار مطلب میں تسلسل اور ہم آہنگی، ندرت بیان اور شوکت لفظی متقدمین کا خاصہ تھا۔ معدودے چند اشعار میں میدان جنگ کا ایسا نقشہ کھینچ کر رکھ دیتے ہیں کہ سننے والا عش عش کر اٹھتا ہے۔" (۲)

گویا مبصر کے نزدیک شعرائے متقدمین کی رزمیہ شاعری کی دوسری نمایاں خصوصیت زبان کی سلاست اور روانی تھی۔ بیان میں ندرت تسلسل اور ہم آہنگی لیکن اسی کے ساتھ ساتھ شوکت لفظی بھی بتائی ہے۔ معروف بلوچی بیلڈوں کا تعلق مشرقی بلوچستان کے قدیم واقعات سے ہے۔ ان میں جو زبان ملتی ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے

(۱) بلوچی رزمیہ شاعری (میر گل خان نصیر) ص ۳۴،۵۵

(۲) بلوچی رزمیہ شاعری (میر گل خان نصیر) ص ۳۴،۵۵

کہ علاقائی اور اڑوس پڑوس کے کسی قدر اثرات مرتب ہوئی ہیں۔ سندھی، سرائیکی اور اردو یا ہندی کے بہت سے الفاظ بھی راہ پاچکے ہیں۔ عربی اثرات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ فارسی کے اثرات بھی ہیں لیکن ژند اور اوستا کی کچھ لسانی جھلکیاں بھی ہیں۔ فارسی اور عربی کے جو الفاظ جدید بلوچی میں یا بعد کے شعراء کے کلام میں ملتے ہیں وہ متقدمین کے یہاں نہیں ہیں۔

شاعری میں زبان کی سادگی سے متعلق ایک بات ذہن میں رکھنا چاہیئے وہ یہ کہ زبان کی سادگی سے عامیانہ اور مبتذل زبان مراد نہیں لی جاتی۔